Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون: ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار ۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ ۵ وفا ۱۳۷۲ہش ۵ جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۴۹

دِل کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ

سچ مچ دل کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شرّ کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شرّ سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شرّ سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

”اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں۔ بعض وقت دنیوی لذّات، آرام اور طیّبات کے رنگ میں بعض وقت عُسرت اور مصائب میں۔ تاکہ اُن کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کُھلتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں باتیں میسّر آئیں۔ سو جس قدر ہم آپؐ کے اخلاق پیش کر سکیں گے۔ کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکے گی۔“

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۱۱)

ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں نہ دو

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے حُسنِ معاشرت سے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اور جو کچھ عمل کر کے دکھایا ہے وہ تو ایک لامتناہی سمندر ہے جس میں فیوض موجزن ہیں جس میں حکمتیں موجزن ہیں لیکن ان میں سے ایک بات میں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ بہت ہی گندی۔ بہت ہی مکروہ بات ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو گالیاں دو۔ صحابہؓ میں سے کسی نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دیتا ہے آپ نے فرمایا جب تم اپنے رشتوں کے بعد ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہو تو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے رہے ہوتے ہو۔ اس میں دو باتیں خصوصیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیش نظر معلوم ہوتی ہیں اوّل یہ کہ جب گالیاں دیتے ہو تو پھر دوسرا بھی غصّہ میں گالیاں دے گا اور جو گالیاں دے گا اس کا گناہ اس کو کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے بدلے میں قرآن کے دیئے ہوئے حق کے مطابق ایسا کیا ہے۔ آخری نتیجہ صرف یہی رہ جاتا ہے کہ اس کی گالیاں تو تمہیں پہنچ جائیں اور تمہاری گالیاں اسکو نہیں پہنچیں گی بلکہ اپنے ماں باپ کو ہی پہنچ رہی ہونگی پس حکمت کا ایک کیسا عظیم الشان سرچشمہ جاری فرما دیا۔ اور اسکی بنیاد اس آیت کریمہ میں ہے جس میں فرمایا گیا (۔) دیکھو! دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی گالیاں نہ دیا کرو (۔) وہ دشمنی اور جہالت میں پھر خدا کو گالیاں دینے لگیں گے۔ تمہاری گالیاں جھوٹے معبودوں کو تو پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ ان کا تو وجود ہی کوئی نہیں۔ ایک خالی ہوا کو گالیاں دے رہے ہو اور اس کے نتیجہ میں اس خدا کو گالیاں دلوا رہے ہو جو ساری کائنات میں (آسمانوں اور زمین کا نور) بن کر ہر جگہ موجود ہے۔ کیسا جاہلانہ سودا ہے۔ کتنی بے وقوفی کی بات ہے۔ پس اسی مضمون کو عائلی تعلقات کی مناسبت سے بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے یہ پاک نصیحت فرمائی کہ ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ جو دے گا وہ ان سب گالیوں کا ذمہ دار ہوگا جو اس کے ماں باپ کو پڑیں گی اور آخری نتیجہ یہ نکلے گا کہ گالیاں دینے والے کے ماں باپ کو صرف گالیاں پڑ رہی ہونگی دوسرے کو پہنچیں گی ہی نہیں۔ کیونکہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ خدا کے نزدیک اسکو گالیاں نہیں مل سکتیں۔ خدا کے نزدیک ناجائز بات کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ پس اللہ کی تقدیر کے سامنے درحقیقت صرف اسی کے ماں باپ کو گالیاں مل رہی ہیں جو پہل کر رہا ہے۔

واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے

”سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۳۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں فرماتے ہیں۔

” دوست یاد رکھیں کہ وقف زندگی دراصل سنت انبیاء ہے۔ انبیاء کے بچوں سے زیادہ دنیا میں اور کوئی معزز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں۔ اسی طرح گریہ زاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اس نیت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں کہ ان کی صلاحیتوں سے بعد ازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہے۔

تو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کو دینا ہے۔ اس لئے جن کو بھی توفیق ملے وہ اس تحفے کے لئے تیار ہو جائیں“۔

جن والدین کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت اپنے بچے وقف کے لئے پیش کریں نیز جن والدین کے وقف زندگی بچوں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے وہ بھی جلد اطلاع دیں تاکہ ان کے بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جائے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

جو بدتمیزی میں آگے بڑھ چکا ہے۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۶، اپریل ۱۹۹۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۵۔ وفا ۱۳۷۲ ہش ۵۔جولائی ۱۹۹۳ء

روشن راہیں

حضرت امام جماعت الاوّل ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں:

۱۔ مجھے ایک بات کہنی ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ سننے والے اس وقت میرے سامنے کچھ بچّے ہیں ۔ کچھ جوان ، کچھ ادھیڑ عمر اور کچھ بوڑھے ہیں ۔ سب کو یہ بات سناتا ہوں اور میرا بھی تجربہ ہے اور بھلائی کی خاطر اور بہتری کی امید سے مَیں نے مناسب سمجھا کہ سُنا دوں ۔ یاد رکھو کہ ابتدا کی عادت لڑکپن اور جوانی کی بَد عادتیں ایسی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہیں کہ آخر ان کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے ۔ پس ابتدا میں دعا کی عادت ڈالو اور اس ہتھیار سے کام لو کہ کوئی بَد عادت بچپن میں نہ پڑ جائے ۔ بڑے بڈھے اپنی اولاد کے واسطے دعائیں کریں اور لڑکے اور جوان اپنے واسطے آپ کریں کہ ابتدا میں عادتیں نیک نصیب ہوں۔

۲۔ مَیں اپنے یقین اور تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اللہ کو اپنا بناؤ جب وہ ہمارا ہو جائے گا تو سب ہمارا ہی ہے ۔ اور وہ تقویٰ اور صرف تقویٰ سے اپنا بنتا ہے اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہارا ہو جائے تو تم تقویٰ اختیار کرو ۔ تقویٰ ایسی دولت ہے کہ اس سے بڑی مرادیں حاصل ہوتی ہیں ۔ ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ہو اور وہ عظیم الشان ہو اس سے محبت کرے ۔ اور اللہ تعالیٰ متقی سے آپ محبت کرتا ہے ۔

۳۔ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جن کا ظاہر و باطن یکساں ہے جو خیالات ان کے جی میں ہیں ۔ اس کے مطابق ان کا عمل ہے دوسرے وہ جن کا اندر کچھ ہے اور باہر کچھ ۔ ظاہر کچھ باطن کچھ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے متقی وہ ہے جو خواہ کتنے ہی غیب میں ہو ہم پر اس کا ایمان کامل رہتا ہے ۔ اور پھر جو چیزیں غیب میں ہیں ان پر ایمان لاتا ہے اس کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتا ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ جانشینوں کے ارشادات کو حرزِ جان بنانے کی توفیق دے اور ہم ان کی خواہشات اور ان کے منشاء کے مطابق اپنے ایمان کو پرکھتے رہیں اور اپنی زندگی کو بہتر بناتے رہیں ۔

اے خدا تو ایسا ہی کر ۔

جُرم کڑوی بیل کی مانند بڑھتا جائے گا
ہر شریف النسان اس ماحول سے گھبرائے گا
زندگی در پردہ ہوگی موت کی آئینہ دار
قریہ قریہ موت کا احساس اُبھرتا جائے گا

ابوالاقبال

اپنی رضا کے عین مطابق حیات دے
جس پر حیات رشک کرے وہ ممات دے

میری نظر کو وسعتِ آفاق کر عطا
ارض و سما کا درد، غمِ کائنات دے

جب اذنِ حضوری مجھے آقا نے دیا تھا
اللہ رے کیا چیز تھے وہ شوق کے لمحات

اللہ رے کیا چیز تھی وہ قرب کی ساعت
اللہ رے کیا چیز تھا وہ کیفِ ملاقات

وہ لمحۂ رنگیں ہے مری زیست کا حاصل
آقا کے کفِ دست پہ رکھا تھا مرا ہات!

سعید احمد اعجاز

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو اور خصوصی ہدایات

۱۔ اس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کے بعد ہوگا ۔ معین تاریخ کا اعلان عنقریب اخبار الفضل میں کر دیا جائیگا ۔

۲۔ جو نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے وقف کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں ۔ درخواست پر والد / سرپرست کے بھی دستخط ضروری ہیں ۔

۳۔ درخواست میں نام ۔ ولدیت ۔ تاریخ پیدائش ۔ تعلیم اور مکمل پتہ درج کیا جائے ۔

۴۔ ایسے نوجوان جن کے والدین نے ان کو قبل ازیں وقف اولاد کے تحت وقف کیا ہوا ہے اور اس سال انہوں نے میٹرک کا امتحان دیا ہے وہ وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں ۔

۵۔ میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دیں ۔

۶۔ قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں ۔

۷۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں ۔

۸۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی توفیق عطا فرمائے اور میٹرک کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے ۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۱۳۔ جون ۱۹۹۳ء

Bosnia: holocaust unabated

FOR months on end, millions of people around the world have lived with the horrifying tragedy of the Bosnian Muslims. People have watched, helplessly, as a few who deemed themselves capable, mouthed endless words in front of cameras, made peace plans which the whole world knew would not end the Holocaust. Delaying tactics continued and still continue in the face of unmitigated horror and cruelty.

The hope of lifting the arms embargo on the Bosnian Muslims was squashed because it was thought that it would prolong the war. Has it ended? The Bosnian Muslims are still being massacred while the powers that decide their fate are still discussing matters, misdirecting their energies in appeasing the oppressors. I commend the few from the U.N. who have stood firm in the face of danger and adversity.

The idea of 'Safe Havens' reminds one of the reservations in North America on which the Red Indians were herded and left to starve and die of disease. In any case the 'Safe Havens' are not safe by any means, the Muslims are not allowed to defend themselves, and no war criminals will be tried. My God, hypocrisy has reached its all the civic amenities.

If America thinks it is a European problem, (and Europe certainly doesn't want it) why did they jump into Asia against Iraq? Certainly not for humanitarian reasons. They should have left it as an Asian problem.

They attend a memorial service for a past Holocaust and allow another one to continue unabated. Is that what the New World Order is all about? Is it condoning ethnic cleansing without a qualm?

Where are the Muslim countries? Why are they watching their Muslim brothers perish, without using their strongest weapon — oil — to swing the vote in favour of the oppressed? Have we let ourselves become immunised against suffering and heart-breaking grief, because it is not in our midst? How callous can one become!

The oppressed Muslims of this world cannot win, whichever way they turn, because they are not allowed to win, that has been made crystal clear. All their struggles and appeals go in vain. The West has replaced its fear of Communism with Islam, without really knowing the true Islam. It is a religion of peace. So the West never really goes into action for the Muslims.

In the name of God, let the Muslim nations stretch out a helping hand to each other. Let us go beyond personal politics and unite. In unity lies strength. We can together help and uplift all the oppressed Muslims of this world. Let us encompass the world with peace and love for our fellow beings.

RABIA AHMED
Karachi

DAWN SUNDAY, JUNE 13, 1993

روزنامہ ڈان کے ۱۳ جون ۹۳ء کے شمارے میں رابعہ احمد (کراچی) کہتی ہیں۔

مہینوں گذر گئے ہیں دنیا بھر میں کروڑوں آدمی یہ دیکھ رہے ہیں کہ بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ کیا المیہ گذر رہا ہے۔ لوگ دیکھتے ہیں بے کسی کی حالت میں اور چند ایک جو سمجھتے ہیں کہ وہ خاصے قابل لوگ ہیں الفاظ ہی الفاظ دنیا کے سامنے منہ سے نکالے جا رہے ہیں۔ انہوں نے امن کی سکیمیں بنائیں جیسا کہ ساری دنیا جانتی ہے جو اس قتل عام کو روک نہ سکیں۔ ایسے طریقے اختیار کئے گئے جو تاخیر کا باعث بنتے رہے اور اب بھی ایسا ہی کیا جا رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ ظلم اور خوفناک تشدد ختم نہیں ہو رہا۔ بوسنیا کے مسلمانوں پر جو یہ پابندی ہے کہ وہ اسلحہ نہیں خرید سکتے اسکے ہٹائے جانے کی امیدیں پاش پاش ہو گئیں۔ کیونکہ خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اس سے جنگ طول پکڑے گی۔ لیکن کیا یہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کا ابھی تک قتل عام کیا جا رہا ہے جبکہ وہ طاقتیں جو فیصلے کرنے کا اختیار رکھتی ہیں ابھی تک معاملات پر گفت و شنید کر رہی ہیں۔ اور اپنی طاقتوں کو غلط راستے پر لگا رہی ہیں۔ میں ان چند لوگوں کی تعریف کرتی ہوں جن کا تعلق اقوام متحدہ سے ہے جنہوں نے ان حالات میں جو نہایت مشکل حالات کہے جا سکتے ہیں۔ ان خطرات میں اپنے آپ کو مضبوطی سے کھڑے رکھا ہے

جہاں تک محفوظ علاقوں کے قیام کا تعلق ہے یہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ شمالی امریکہ میں ریڈ انڈینز کے ساتھ بھی ایسا ہوا تھا۔ انہیں اکٹھا کر کے ایک جگہ رکھا گیا تاکہ وہ بھوکے رہیں اور مختلف بیماریوں سے ختم ہو جائیں۔ کچھ بھی ہو یہ محفوظ علاقے کسی طرح بھی محفوظ نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی حفاظت کر سکیں اور جہاں تک جنگی مجرموں کا تعلق ہے۔ ان پر مقدمہ نہیں چلایا جاتا۔

اے خدا منافقت کس حد تک بڑھ گئی ہے۔ اگر امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ یورپ کا مسئلہ ہے۔ (اور یورپ نہیں چاہتا کہ اس مسئلے کو اپنائے۔ تو وہ ایشیا میں کیوں کود پڑے اور عراق پہنچ گئے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ انسانی حقوق کی پاسداری کے لئے وہاں گئے ہوں انہیں چاہیئے تھا کہ وہ ایشیا کے مسائل کو ایشیا کے لئے ہی رہنے دیتے۔ وہ ایک یادگاری سروس میں حصہ لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جن کا قتل عام کیا گیا تھا۔ اور دوسرے لوگوں کو وہ اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں۔ یعنی ان کو قتل ہونے دیتے ہیں۔ کیا یہی نیا عالمی نظام ہے یہ تو علاقائی لوگوں کی صفائی سے صرف نظر کرنے والی بات ہے۔ اور اس سے ان کے دل میں کسی قسم کی ندامت پیدا نہیں ہوتی۔

مسلمان ممالک کا یہ حال ہے۔ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو تباہ ہوتے دیکھ رہے ہیں وہ کیوں اپنا سب سے زبردست اسلحہ یعنی تیل اس سلسلے میں استعمال نہیں کرتے۔ تاکہ وہ ان کے حق میں ووٹ کی قوت کا باعث بنے۔ کیا ہم نے اپنے متعلق یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم پر ایسی مشکلات نہیں پڑ سکتیں اس لئے کہ اب جو مشکلات ہیں وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ انسان کتنا سخت دل ہو سکتا ہے۔

اس دنیا کے مظلوم مسلمان کسی طرح بھی جیت نہیں سکتے چاہے وہ کوئی جہت اختیار کر لیں۔ کیونکہ انہیں جیتنے کی اجازت ہی نہیں دی جاتی۔ اور یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ ان کی تمام کوششیں اور ان کی تمام اپیلیں ضائع جا رہی ہیں۔ مغرب نے اپنے کمیونزم کے خطرے کو اسلام کے خطرے میں تبدیل کر لیا ہے بغیر یہ بات جانے کہ حقیقی اسلام ہے کیا۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو امن کا پیغامبر ہے۔ مغرب تو ہرگز کبھی بھی مسلمانوں کے حق میں بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہے خدا کے واسطے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی مدد کا ہاتھ پھیلائیں اور اس طرح ایک دوسرے کی مدد کریں۔

آئیے! ہم اپنے ذاتی سیاسی مفادات کو ایک طرف رکھتے ہوئے متحد ہو جائیں۔ اتحاد ہی میں مضبوطی ہے ہم اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں اور دنیا بھر کے تمام مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے بچا سکتے ہیں۔ آئیے! ہم دنیا بھر کو امن کے دائرے میں لے آئیں۔ اور اپنے بھائیوں سے محبت کا اظہار کریں۔

دی نیوز انٹرنیشنل

۱۹۔ جون ۱۹۹۳ء

Cruelty to children

From M. Shafat Butt

It has now become a standard practice for school authorities to mis-treat young students.

I had the misfortune of admitting my son in a school in Dhorajee. The school claims to be progressive, but it should be called oppressive.

—A single examination form costs Rs.100/-.

—School building fund is charged in the fees bill from the students.

—If the fees up to July 1993 are not paid by 15th May 1993, a late fee of Rs.100/- is levied.

—The students are threatened that they will not be allowed to appear in their examination or their report card will not be given to them if they do not donate money for the school party.

—A sum of Rs. 60-100 was charged from each student to hold a "mela".

—In times of distress, the child is not allowed a single telephone call to his parents. A couple of times I picked up my son from school at 3 pm as his school bus did not turn up. He was hungry, thirsty and sitting in the heat.

One day some children were late to join their classes after the break. The principle's wife brutally hacked off the children's hair with scissors, making them look horrible. These children had to have their heads shaved off the next day and then they became the butt of their class mates' jokes.

It was terrible for my son whose birthday was only three days later. He loved his hair so he refused to celebrate his birthday, which he spent weeping.

Now I have received a new circular from the school informing the parents of their new policy. The parents will have to purchase books from the school. They will pay for them but will not be given the books.

Instead the school authorities will keep them in their custody and if and when required, the child will be issued those books which he or she will have to return after some days. At the end of the year the school authorities will keep these books and use them the next year for fresh students.

It is ironical how, on the one hand, the school authorities pretend to be so concerned about a student's well being that they do not want him to carry a heavy bag, but on the other hand they do not allow him to make a single telephone call, when he desperately needs to contact his parents.

Karachi

The News International, Saturday, June 19, 1993

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۱۹ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں ایم شفاعت بٹ کہتے ہیں۔

اب یہ کچھ عام طور پر ہوتے لگا ہے کہ سکولوں کے استاد بچوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ میں نے بدقسمتی سے اپنے بیٹے کو ڈھوراجی کے ایک سکول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں داخل کروایا۔ یہ سکول اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اسکی پالیسیاں اور کارکردگی ترقی پسندانہ ہیں لیکن حقیقت میں چاہیئے کہ اسے ظالمانہ کہا جائے۔

۱۔ صرف ایک امتحانی فارم ایک سو روپے میں دیا گیا۔

۲۔ سکول بلڈنگ فنڈ بچوں سے ان کے سکول کی فیس کے بلوں ہی میں شامل کر کے لیا جاتا ہے۔

۳۔ اگر جولائی ۱۹۹۳ء تک کی فیس ۱۵ مئی ۱۹۹۳ء تک ادا نہ کر دی جائیں تو ایک سو روپیہ جرمانہ ادا کرنا پڑیگا۔

۴۔ بچوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے کہ انہیں امتحانات میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یا ان کے رپورٹ کارڈ ان کو نہیں دئے جائیں گے۔ اگر انہوں نے سکول کی پارٹی کے لئے رقم ادا نہ کی۔

۵۔ ۶۰ سے ۱۰۰ روپے تک بچوں سے ایک میلے کے انعقاد کے لئے حاصل کئے گئے۔

مشکل کے وقت بچوں کو اپنے ماں باپ کو فون کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے میں نے اپنے بچے کو سکول سے ۳ بجے لیا۔ کیونکہ اس کے سکول کی بس واپس نہیں آئی تھی۔ وہ بھوکا بھی تھا اور پیاسا بھی تھا اور دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔

ایک دن چند ایک لڑکے اپنی کلاسوں میں دیر سے پہنچے۔ (درمیانی وقفے کے بعد) تو پرنسپل کی بیوی نے نہایت ظالمانہ طور پر ان بچوں کے سر کے بال ادھر ادھر سے بری طرح سے کاٹ دئے۔ اس طرح ان کے سر ایک نہایت بھیانک منظر پیش کرتے تھے۔ ان بچوں کو اگلے ہی روز اپنے سر کے بال منڈوانا پڑے اور اس کے بعد ان کی جماعت کے بچے ان پر مذاق کے لئے پل پڑے۔

میرے بچے کے لئے تو یہ بہت ہی تکلیف دہ بات تھی کیونکہ اس کے تین ہی روز بعد اس کا برتھ ڈے تھا۔ وہ اپنے بالوں سے پیار کرتا تھا۔ اس لئے اس نے برتھ ڈے منانے سے انکار کر دیا اور اس دن سارا وقت رو کر گذارا۔

اب مجھے ایک نیا سرکلر ملا ہے جس میں والدین سے کہا گیا ہے کہ سکول کی نئی پالیسی کیا ہو گی۔ والدین کو بچوں کے لئے کتابیں سکول ہی سے خریدنی پڑیں گی۔ وہ ان کی پوری قیمت تو ادا کریں گے لیکن بچوں کو کتابیں نہیں دی جائیں گی۔

اسکی بجائے سکول کے حکام کتابیں اپنی تحویل میں رکھیں گے اور جب بھی ان کی ضرورت پڑے گی طالب علموں کو وہ کتابیں جاری کر دی جائیں گی جو انہیں چند دنوں کے بعد واپس کرنی پڑیں گی۔ سال کے آخیر پر سکول کے حکام ان کتابوں کو اگلے سال نئے طلباء کے لئے اپنے ہی پاس رکھیں گے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو سکول کے حکام طلباء کی بہبود کے لئے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں کہ انہیں بڑے بڑے بستے نہ اٹھانے پڑیں دوسری طرف انہیں ایک ٹیلیفون بھی کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جبکہ انہیں انتہائی پریشانی میں اپنے والدین سے بات کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

یہ خط کراچی سے لکھا گیا۔

دی نیوز انٹرنیشنل

۲۱- جون ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۲۱- جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں طارق آزاد (راولپنڈی) سے کہتے ہیں۔

عام شہریوں اور فوجیوں کے لئے مختلف معیار کیوں ہیں۔ اور ایک فیڈرل گورنمنٹ سکول میں عام بچوں کو کیوں داخل نہیں کیا جاتا جبکہ ان کے باپ بھی ٹیکس ادا کرتے ہیں جو ایسے سکول کے چلانے میں استعمال کیا جائے۔

اس کے دو ہی ممکنہ جوابات ہیں۔ فوج جس میں ایئر فورس اور بحریہ شامل ہیں یہ کوئی خاص غیر معمولی مراعات یافتہ ہیں اور یہ بات بالکل درست ہے کہ ان کے بچے بھی اسی طرح خاص مراعات یافتہ ہیں جب کسی عام شہری کے بچے ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو وہ خاصے پریشان ہو جاتے ہیں۔

وہ بچے جو اس مراعات یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ معذوروں میں شامل ہیں اور اس قابل نہیں کہ میرٹ کے ذریعے سے مقابلہ کر سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فوج، ایئر فورس اور بحریہ اپنے اپنے سکول چلاتے ہیں اور کالج بھی (اور ان میں پیشہ ورانہ کالج بھی شامل ہیں اور اب وہ اپنی الگ یونیورسٹی بھی بنا رہے ہیں وہ تمام سکول اور کالج ان بچوں کو جو عام شہریوں کے ہیں داخلہ نہیں دیتے اور ہمیں جنوبی افریقہ کی یاد دلاتے ہیں۔ یہ جہاں ایک

Form of apartheid

From Tariq Azad

Why are there different standards for civilians and the army and why is a Federal Government school banned for his child in spite of the fact that he pays taxes which are partly used to run this school?

There are two possible answers.

• The Army (including Air Force and Navy) is an extraordinary privileged class and this is true also for their children. They are highly embarrassed when they see their children competing with an ordinary citizen's children.

• Children belonging to this privileged class are pehaps handicapped and incapable of competing on merit.

Actually, the Army, Air Force and Navy run their own schools and colleges (including professional colleges). Now they have come up with their own university as well. These schools and colleges are strictly prohibited for civilians, reminding us of South Africa where a black child cannot be admitted into a white school.

The rapidly increasing population is the Army's problem as well where they have to accomodate children more than their capacity. As a solution they have taken over control of all Federal Government schools and colleges in all cantonments and garrisons.

Would anybody tell me where these poor civilians should go or should they stop educating their children? Is this the way to improve the literacy rate in Pakistan and produce a better Pakistani nation?

I do not understand how long this un-Islamic practice of class discrimination will continue in Pakistan. At least the reserved seats system should be abolished at once so that these privileged children get a feeling of competition.

The criterion for admission in a school should be only the distance from a child's house to school. Any length of distance can be fixed, say 1/2 mile. A child who lives close to the school should be given preference in admission. It is his right to study in that school. A child living far away from the school but having his father in the army is absolutely no criterion and does not give him the right to study in that school.

By implementing this policy strictly, the discrimination between uniform and plain clothes will disappear. Also, as a result of this policy the standard of all government schools will definitely rise. This will also compel people (army or civilian) to get their children admitted in the nearest possible school, if they want to educate their children in government schools.

It will also save a lot of time which parents spend in dropping and picking up their children from school, which is quite far in some cases.

Rawalpindi

The News International, Monday, June 21, 1993

سیاہ فام بچہ سفید فام لوگوں کے سکول میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

اب آبادی بہت بڑھ رہی ہے اور یہ فوج کا بھی مسئلہ ہے جہاں انہیں اپنے بچوں کو سکول میں مقررہ تعداد سے زیادہ داخل کروانے پڑتے ہیں اس کا حل یہ ہے کہ انہوں نے تمام وفاقی حکومت کے سکول اور کالج جو چھاؤنیوں میں ہیں اور گیریژن میں ہیں وہ اپنے قبضہ میں لے لئے ہیں۔ کیا کوئی شخص مجھے یہ بتائے گا کہ یہ غریب شہری بچے کہاں جائیں۔ کیا وہ حصول تعلیم کو خیرباد کہہ دیں۔ کیا یہی وہ طریق ہے جس سے شرح خواندگی کو پاکستان میں بڑھایا جا سکتا ہے اور ایک بہتر پاکستانی قوم پیدا کی جا سکتی ہے میں اس بات کو بالکل سمجھ نہیں پاتا کہ یہ غیر اسلامی رخنہ جس کا تعلق طبقاتی امتیاز سے ہے کب تک پاکستان میں جاری رکھا جا سکے گا۔ کم از کم جو سیٹیں محفوظ کی جاتی ہیں انہیں تو ختم کیا جائے تا کہ مراعات یافتہ کلاس کے بچے مقابلے کی روح کا مزا چکھ سکیں جہاں تک داخلے کا سوال ہے اس کا معیار یہ ہونا چاہیئے کہ کس بچہ کو اپنے گھر سے کتنی دور سکول کے لئے جانا پڑتا ہے اس سلسلے میں فاصلہ مقرر کیا جاتا ہے۔

جو بچہ سکول کے قریب رہتا ہے اسے داخلے کی ترجیح دینی چاہیئے اس کا یہ حق ہے کہ وہ اس سکول میں تعلیم حاصل کرے ایک بچہ جو سکول سے بہت دور رہتا ہے لیکن اس کا باپ فوج میں ہے اس کے لئے یہ کوئی معیار نہیں کہ اسے ضرور وہاں داخل کیا جائے اور اس کا حق بھی نہیں بنتا کہ وہ اس سکول میں داخل ہو۔

اس پالیسی پر سختی سے عمل کرنے سے اس کا ایک یہ نتیجہ بھی نکلے گا کہ یونیفارم کا امتیاز مٹ جائے گا۔ تمام سکولوں کا معیار ایک جیسا ہو جائے گا وہ پہلے سے زیادہ بہتر ہو گا۔

یہ پالیسی اختیار کرنے سے لوگ اس بات پر مجبور ہو جائیں گے کہ ان کے بچے فوجی ہوں یا غیر فوجی اپنے گھروں کے قریب کے سکول میں داخل کروائے جائیں۔ اگر وہ اپنے بچوں کو گورنمنٹ سکول میں داخل کروانا چاہتے ہوں اس طرح وقت بھی بچے گا یعنی وہ وقت جو والدین بچوں کو سکول لے جانے اور انہیں وہاں سے واپس گھر لانے میں خرچ کرتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے سکولوں سے جو گھروں سے کافی دور ہوتے ہیں۔

یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راشدہ منصورہ

طبّ و صحت

مکرمی و محترمی جناب نسیم سیفی صاحب
امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے
میں پہلی بار آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔
ہم سب الفضل بے حد شوق سے پڑھتے
ہیں اسکے تمام سلسلے بہت اچھے ہیں۔
خاص طور پر "چھوٹی سی بات" اور "ربّ کریم
مشکل کشا"

میں چونکہ پہلی مرتبہ خط لکھ رہی ہوں
اس لئے اپنا تعارف بھی کرا دوں۔ میرا
نام راشدہ منصورہ ہے اور میں نے ایک
ماہ پہلے فائنل ایئر ایم بی بی ایس کا امتحان
دیا ہے۔ آپ اور تمام قارئین الفضل سے
درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر
امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

ایک مضمون تپ محرقہ (TYPHOID - FEVER) کے بارے میں لکھا ہے۔ امید
ہے کسی قریبی شمارے میں شائع فرما کر
شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں گے (اس
سے میری حوصلہ افزائی ہوگی)

ٹائیفائیڈ

یا ENTERIC فیور ایک بیکٹیریا
SALMONELLA TYPHI سلمونیلا
ٹائیفی کے جسم میں داخل ہونے سے
ہوتا ہے۔ یہ بیکٹیریا جسم میں داخل ہو
کر تیزی سے اپنی تعداد بڑھاتے ہیں۔
ٹائیفائیڈ عموماً کھانے، پانی، مشروبات
اور دودھ کے ذریعے پھیلتا ہے۔
مگر اس میں کچھ حصہ ان لوگوں کا بھی
ہے جو اس بیماری کا پہلے شکار ہو
چکے ہوں ایسے لوگوں کو کیریئر کہتے
ہیں۔ مثلاً ہوٹلوں میں کام کرنے والے
باورچی وغیرہ۔ جو ہاتھ دھوئے بغیر
کھانا پکائیں۔ سلمونیلا ٹائیفی ایسے
لوگوں کے پتے میں مہینوں یا سالہا
سال تک رہتے ہیں۔

افزائش نسل

INCUBATION PERIOD

سلمونیلا ٹائیفی کے جسم میں داخل
ہونے سے لے کر علامات ظاہر ہونے
تک ۱۰ تا ۱۴ دن لگتے ہیں۔ یہ جسم
میں داخل ہونے کے فوراً بعد تیزی
سے اپنی تعداد بڑھاتے ہیں۔ بعد میں
خون میں داخل ہو کر جسم کے ہر حصے
میں جا سکتے ہیں۔ لیکن انکی مخصوص
جگہ چھوٹی آنت ہے۔ یہ چھوٹی آنت
کے LYMPHOID TISSUES
میں پہلے تو زخم کر دیتے ہیں۔ پھر کچھ
عرصے بعد ٹھیک بھی ہو جاتے ہیں
بعض اوقات یہ چھوٹی آنت کی جھلی
میں سوجن کے بعد سوراخ کر دیتے
ہیں۔ اور زخموں سے خون رستا
شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بہت خطرناک
حالت ہوتی ہے جس کا علاج صرف
جراحی ہے۔

علامات

CLINICAL FEATURES

علامات آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہیں۔
مریض شروع میں بے آرامی اور بدمزگی
محسوس کرتا ہے۔ مریض کو تھکن
ہونے لگتی ہے لیکن مریض کوئی
خاص علامت یا تکلیف ظاہر کرنے سے
قاصر رہتا ہے۔ کچھ دن میں مریض کو
بخار ہو جاتا ہے۔ جو ۴ سے ۵ دنوں
میں روزانہ تقریباً ۱ ڈگری بڑھتا ہے۔
میڈیکل کی اصطلاح میں اسے
STEP LADDER FEVER کہتے
ہیں بخار کے ساتھ سر درد سستی اور
سارے جسم میں درد محسوس ہوتا
ہے۔ بعض اوقات کھانسی کے ساتھ
ناک سے خون آنے لگتا ہے۔ مریض
کو قبض کی شکایت بھی ہو جاتی ہے
اکثر بچوں میں اسہال اور قے بھی
شروع ہو جاتی ہے۔ مریض کی نبض
کی رفتار بخار کے مقابلے میں سست
ہوتی ہے۔

بیماری کے پہلے ہفتے میں پیٹ
کے اوپری حصے سینے اور پیٹھ پر چھوٹے
چھوٹے سرخ دانے "ROSE RED - SPOTS" نمودار ہوتے ہیں۔ جو دباؤ
ڈالنے سے غائب ہو جاتے ہیں۔ مگر
یہ صرف گوری رنگت کے مریضوں پر
ہی دکھائی دیتے ہیں۔

علامات ظاہر ہونے کے 7 تا 10 دن
تک تلی SPLEEN بھی بڑھ جاتی ہے
مریض سانس لینے میں بھی دشواری
محسوس کرتا ہے۔

دوسرے ہفتے کے اختتام تک
مریض بے حد کمزوری محسوس کرتا
ہے۔ اگر اس وقت تک اینٹی بائیوٹک
ANTIBIOTIC کا استعمال شروع کر دیا
جائے تو بیماری میں کمی ہونا شروع ہو
جاتی ہے۔

اگر تیسرے ہفتے تک علاج شروع
نہ کیا جائے تو TOXEMIA بھی
ہو سکتا ہے۔ TOXEMIA جسم
میں جراثیم کے مرنے سے پیدا ہونے
والے زہریلے مادوں سے ہوتا ہے۔
جسم میں اگر قوتِ مدافعت پیدا ہو
جائے تو مریض ٹھیک ہونے لگتا ہے
بچوں میں ٹائیفائیڈ سے ہڈیوں اور
جوڑوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن
بالغوں میں پھیپھڑے متاثر ہوتے
ہیں اس کے علاوہ ٹائیفائیڈ پتے کی
سوزش، نمونیہ، دل کی جھلی کی
سوزش اور مینجائٹس MENINGITIS
بھی کر سکتا ہے

تشخیص

INVESTIGATION

تشخیص مریض کی علامات اور خون
کے معائنے سے کی جاتی ہے۔ خون
میں DEUCOPENIC یعنی سفید
خلیوں کی تعداد میں بہت کمی ہو جاتی
ہے اس کے علاوہ ANEAMIA
بھی ہو جاتا ہے۔

علاج

TREATMENT

مریض کو ہلکی غذا دی جاتی ہے۔
اس بیماری میں ٹھوس غذا انتڑیوں
میں سوراخ کرنے کا باعث ہوتی ہے۔
آرام آجانے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک
ٹھوس غذا سے پرہیز لازم ہے۔ مریض
کو زیادہ آرام کرنا چاہیئے۔

دواؤں میں CHLORAMPHANICOL
دی جاتی ہے۔ شروع میں ۱ گرام روزانہ
دن میں تین بار اور پھر ۵۰۰ ملی گرام
ہر ۶ گھنٹے بعد اس کے علاوہ
AMOXILLINE اور بخار کم کرنے والی
ادویات بھی دی جاتی ہیں۔

اینٹی ٹائیفائیڈ ٹیکے لگوانے سے دو سال
تک ٹائیفائیڈ سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

آپ کا خط ملا

مکرم راجہ عبدالرشید صاحب جہلم شہر سے لکھتے ہیں:

مکرم و محترم جناب نسیم سیفی صاحب
ایڈیٹر روزنامہ "الفضل" ربوہ۔

بفضلہ تعالیٰ امید ہے خیر و عافیت
سے ہونگے۔ خاکسار اپنی والدہ محترمہ
کے حالات زندگی بعنوان "یادِ رفتگان"
بغرض اشاعت روزنامہ الفضل آپکی خدمت
میں ارسال کرنے کی سعادت حاصل کر
رہا ہے۔ امید ہے آپ شائع فرما
کر مشکور فرمائیں گے۔ نیز خاکسار
آپکا بے حد ممنون ہے کہ آپ نے مجھ
جیسے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ
لکھنے والوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی
اور "الفضل" میں اپنے قارئین کو بغرض
اشاعت تحریرات لکھنے کے لئے اپنے
نہایت قیمتی مشوروں سے نہ صرف نوازا
بلکہ نہایت اچھوتے اور دلکش موضوعات
کی تہ غلیبات سے خصوصاً نئے لکھنے والوں
کے لئے ایک شوق پیدا کیا۔ یہی وجہ
ہے کہ خاکسار بھی کبھی کبھار آپ کے
انہی خوبصورت مشوروں اور حوصلہ افزائی
کی بدولت چھوٹی موٹی تحریر ارسال
خدمت کرتا رہتا ہے اور آپ نہایت
شفقت کے ساتھ شائع فرما کر بے حد
حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
آپکو جزائے خیر سے نوازے اور سلسلہ
کے اس انمول جریدہ کی زیادہ سے
زیادہ خدمت کی توفیق صحت و تندرستی
کے ساتھ آپکو بخشتا رہے۔

ہماری والدہ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ
(اہلیہ حکیم محمد عبداللہ صاحب سابق
امیر جماعت احمدیہ جہلم شہر) احمدیت
کی دوسری صدی کے پہلے روز مورخہ
۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء بوقت ۵ بجے
شام بعمر تقریباً ۸۷ سال انتقال
فرماگئیں۔

وفات سے ایک یوم قبل یعنی ۲۳
مارچ ۱۹۸۹ء کے روز احمدیت کے
جشن صد سالہ کے موقع پر بے حد
ہشاش بشاش تھیں۔ گو وہ اپنی
ضعیف العمری کے باعث چلنے پھرنے سے
معذور ہو چکی تھیں لیکن اس مبارک
دن کے موقع پر دعاؤں کے ساتھ
ان کے چہرہ پر خوشی و مسرت کے آثار
نمایاں تھے۔ اور اس خوشی کے روز ان
کے پاس موجود ہم بہن بھائیوں کو اللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی بابرکت

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صد ۵

دعائیں نصیب ہوئیں۔ والدہ محترمہ چونکہ موصیہ تھیں لہٰذا ان کی تدفین ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ آپ مکرم و محترم شیخ محمد شفیع صاحب آف جہلم شہر کی دختر تھیں۔ جبکہ ان سے بڑی ہمشیرہ محترمہ مریم بیگم صاحبہ۔ مکرم و محترم مولوی محمد الدین صاحب (سابق لائبریرین تعلیم الاسلام کالج ربوہ و سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ) کی اہلیہ تھیں۔

والدہ محترمہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت دیندار، سادہ مزاج اور بڑی مہمان نواز اور سلیقہ شعار خاتون تھیں، والد محترم کے ساتھ ۱۹۴۰ء سے قبل کا عرصہ ضلع گجرات کے مختلف مقامات پر گذارا۔ چونکہ والد محترم تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے لہٰذا والد محترم کی قلیل آمدنی سے ہی گھر کا نظام نہایت سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھ چلایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہر دم بجالاتیں۔ غالباً ۱۹۴۱ء میں والد محترم کی تعیناتی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ہوئی اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے تک کا عرصہ قادیان میں گذارا اور ہم سب بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت قادیان دارالامان کے نہایت پاکیزہ اور روح پرور ماحول میں ہوئی۔ والدہ محترمہ گھر کا سارا کام نہایت سلیقے سے انجام دیتیں ہر کام میں ایک نفاست ہوتی۔ اور گھر کی ضرورت کی اشیاء مثلاً قینچی، سوئی، دھاگہ وغیرہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر ہوتی تھی اور ضرورت پڑنے پر کوئی پریشانی نہ ہوتی۔ گھر میں بڑے سے بڑا کام یعنی لحاف وغیرہ کی تیاری ہو یا گندم وغیرہ کی صفائی ہو ہر کام خود انجام دیتیں جمعہ کے روز اور عید کے مواقع پر ہم بچوں کے کپڑوں وغیرہ کی سلائی اور دھلائی کا خصوصیت سے التزام فرماتی تھیں۔ اور ہمیں یاد ہے کہ عید کے موقع پر ہمارے لئے جو کپڑے تیار کرتیں وہ عید گذرنے کے بعد نہایت سلیقہ کے ساتھ اگلی عید کے موقع کے لئے سنبھال رکھتیں۔ ہمیں جینے اور رہنے سہنے کے لئے نہایت سادہ اور دلکش ڈھنگ سکھائے اور صبر و شکر اور نہایت قناعت کے ساتھ ہماری پرورش کی۔

قادیان سے نقل مکانی کے بعد بے سروسامانی کی حالت میں جہلم سکونت اختیار کی۔ اور بے پناہ مشکلات کا سامنا نہایت استقلال اور صبر کے ساتھ ہمارے والد محترم کی سرپرستی میں نہایت وفاداری اور حوصلہ کے ساتھ کیا ہم سب بہن بھائیوں کے جملہ تعلیمی اور شادیوں وغیرہ کے معاملات کو باحسن طریق انجام دیا اور اپنی تینوں بہوؤں کے ساتھ اپنی بیٹیوں جیسا سلوک روا رکھا اور ہمیشہ اپنے قیمتی مشوروں سے ان کو نہایت شفقت اور بے پناہ پیار سے نوازا۔ (یہ تینوں سگی بہنیں ہیں اور محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ آف شیخ پور وڑائچ ضلع گجرات (حال مقیم راولپنڈی) کی صاحبزادیاں ہیں) چنانچہ والدہ محترمہ اور ہمارے والد محترم کی شفقت اور حسن سلوک کی وجہ سے ہی انہوں نے بھی اپنے والدین جیسا احترام ملحوظ رکھا۔ اور انکی تابعداری اور خدمت سے ان کی پر شفقت دعاؤں کا پھل پایا۔ والد محترم ۱۹۷۶ء میں انتقال فرما گئے تھے چنانچہ والدہ محترمہ نے ہی اپنی وفات تک ہم سب بہن بھائیوں کو اور عزیزان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ڈھارس اور حوصلہ بخشا اور والد محترم کی شفقت سے محرومی کا احساس نہ ہونے دیا۔

احباب کرام کی خدمت میں عاجزانہ التجا ہے کہ از راہ شفقت ہماری والدہ محترمہ اور والد محترم کے بلندیٔ درجات کے لئے معہ سب وفات کنندگان دعاؤں سے نوازتے ہوئے ہمارے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

مکرم عبدالسلام صاحب زرگر

ہیمبرگ جرمنی سے لکھتے ہیں:

مکرم و محترم جناب نسیم سیفی صاحب

امید ہے کہ آپ مع اپنے کارکنان کے خدا کے فضل سے خیریت سے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ آپ سب کو صحت والی لمبی عمریں عطا فرمائے اور مقبول خدمت دین کی سعادت سے نوازتا رہے۔ آج خاکسار ایک چھوٹی سی بات کے عنوان کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ عرض کر رہا ہے۔ مکرم بات یہ ہے کہ نیکی کی بات کرنا اور نیکی کی تحریک کرنا یہ ہے تو ایک چھوٹی سی بات لیکن بعض دفعہ تو فوراً اثر اسکا ایسا ہوتا ہے کہ دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ کل شام مجھے ملنے کے لئے دو میرے عزیز آئے تو خاکسار میز پر اخبار روزنامہ الفضل جو کہ ۲۸ تا ۵ مئی کا بنڈل تھا رکھا ہوا تھا اور پڑھ رہا تھا۔ ان کے ساتھ بیگمات بھی تھیں ان کو بٹھایا ملے اور وہ دونوں اخبار دیکھ کر پڑھنے لگے ان میں ایک میرا بھتیجا طاہر احمد۔ سابق طاہر گولڈسمتھ ربوہ اور دوسرا رانا مسرور احمد یہ عزیز محمد یوسف زرگر صاحب سانگلہ ہل کا بیٹا ہے ان میں سے عزیزم طاہر احمد نے مجھ سے دریافت کیا کہ چچا جان روزانہ اخبار آپکو ملتا ہے میں نے کہا بیٹا ہفتے کے اخبار اکٹھا بنڈل آجاتا ہے اور پھر تسلی سے پڑھتا رہتا ہوں۔ تو ان کے ختم ہونے تک دوسرا بنڈل اگلے ہفتے کا آجاتا ہے۔ تو کہنے لگا کہ چچا جان مجھے بھی یہ روزنامہ الفضل جاری کروا دیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ تو اس طرح اس نیک بات کا اثر رانا مسرور پر بھی ہوا اور اس نے کہا کہ میاں جی مجھے بھی لگوا دیں یعنی میرے نام بھی جاری کروا دیں تو اس طرح ان دونوں نے ایک سال کا چندہ پیشگی مجھے ادا کر دیا۔ جو کہ -/۹۸۳ روپے پاکستانی سالانہ تھے کیونکہ میرے بیٹے منان نے مجھے لکھا تھا کہ آپ کا ۱۹۹۳ء کا چندہ اخبار الفضل ادا کر دیا ہے تو اس طرح مجھے علم تھا میں نے ان کو بتا دیا تو ان دونوں نے مجھے یہاں مارک ادا کر دیئے اور میں نے اپنے بیٹے کو خط لکھ دیا کہ یہ ایڈریس ہیں۔ آپ ان دونوں عزیزوں کے نام ایک ایک سال کا چندہ اپنے پاس سے میرے حساب میں لکھ کر دفتر روزنامہ الفضل کو دیکر اخبار یکم جون سے جاری کروا دیں۔ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو جزائے خیر دے۔ یہ میری بات پر فوری عمل کرتا ہے۔ اس کی دینی و دنیوی ترقیات اور اولاد کے روشن مستقبل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ دیکھیں سیفی صاحب یہ ہے تو چھوٹی سی بات اور میرے عملی نمونہ دینے کا اثر کہ ان دونوں عزیزان نے میرے کہنے پر فوری طور پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بھی جزائے خیر دے اور اخبار الفضل کا مطالعہ اور چسکا ان کو ایسا ڈالے کہ یہ ساری عمر اخبار الفضل جاری رکھ سکیں۔ لو جی دو خریداران کا اضافہ خدا تعالیٰ نے کر دیا۔

الفضل میں اشتہار دیکر تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر)

بقیہ: صد ۴

ڈان

۲۳ جون ۱۹۹۳ء

Let's own him

PROF. Abdus Salam, the sole Nobel Laureate of Pakistan, is seriously ill in Trieste, a small town in Italy where he has established a prestigious International Centre for Theoretical Physics. He is suffering from an undiagnosed neurological disease which is rapidly eroding his physical and mental faculties. The sad news has failed to find space in the national press or evoke any response in the Pakistani scientific community, for whose benefit and uplift, Mr Salam strived so hard throughout his life.

In Pakistan, standard of scientific education and research is abysmally low and the scientific and technical institutions are manned by substandard scientists and low calibre technologists. Still the country has persistently refused over the years to make use of its most outstanding scientist to direct and guide its research and development effort. Can a bigger misfortune befall a country?

Mr Salam has been subjected to constant humiliation by successive governments in Pakistan. Mohammad Khan Junejo refused to nominate him for the post of Director-General Unesco, Benazir Bhutto declined to grant him an audience, and Nawaz Sharif omitted his name from the list of luminaries of the Government College, Lahore.

In spite of all the indignities and degradations hurled against his person, Mr Salam remains totally committed to the cause of Pakistan.

Our disgraceful treatment of one of the greatest sons of this soil is in stark contrast with the attitude of our neighbour. India has fully exploited all the talent available to it even if it came from its minority communities. The pivotal contribution of the Parsi scientist Homi Bhabha to the Indian nuclear programme is of course well known. Relatively less known is the fact that the Indian missile programme is headed by a Muslim scientist, Dr. Abdul Kalam, who has made a pioneering contribution towards indigenising the Indian missile programme. No one has ever doubted the loyalty of Kalam or cast aspersions on his person.

ASMA MASUD
Rawalpindi

DAWN WEDNSDAY,
JUNE 23, 1993

اسماء مسعود ڈان کے ۲۳ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں لکھتی ہیں:

پروفیسر عبدالسلام جو پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ ہیں اس وقت ٹریسٹ میں شدید بیمار ہیں۔ ٹریسٹ ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں انہوں نے ایک نہایت باوقار تھیوریٹیکل فزکس کا ادارہ قائم کیا ہوا ہے۔ آپ ایک ایسی ناتشخیص کردہ نیورولوجیکل بیماری سے علیل ہیں جو آپ کی جسمانی اور ذہنی قابلیتوں کو گھن کی طرح کھا رہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔

اس افسوسناک خبر کے لئے ہمارے قومی پریس میں کوئی جگہ مختص نہ کی جا سکی جس سے پاکستان کے سائنسدانوں کو ان کی علالت کا پتہ چلتا۔ حالانکہ انہوں نے پاکستان میں سائنس کے فروغ کے لئے عمر بھر کوشش جاری رکھی ہے۔

پاکستان میں سائنس کی تعلیم اور تحقیق کا معیار بہت ہی کم ہے اور سائنسی اور ٹیکنیکی اداروں میں جو اساتذہ تعلیم دیتے ہیں وہ معیار سے کم ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے ملک نے تسلسل کے ساتھ ایک نہایت اعلیٰ سائنس دان کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ تحقیق اور فروغ سائنس کی کوششوں میں مدد دے سکے۔

مسٹر سلام کے ساتھ مسلسل تذلیل کا سلوک کیا جاتا رہا ہے اور ایسا تمام یکے بعد دیگرے آنے والی پاکستانی حکومتوں نے کیا ہے۔ محمد خان جونیجو نے اس بات سے انکار کیا تھا کہ وہ انہیں ڈائریکٹر جنرل یونیسکو کی پوسٹ کے لئے نامزد کریں۔ بے نظیر بھٹو نے ان سے ملاقات کرنے سے گریز کیا اور نواز شریف نے گورنمنٹ کالج لاہور کے شاندار طلباء کی فہرست میں ان کا نام شامل نہیں کیا تھا۔ اس ناروا اور ذلت آمیز سلوک کے باوجود مسٹر سلام ہمیشہ پاکستان کے مفاد کے لئے شیدائی رہے ہیں۔ ہماری طرف سے ناروا سلوک اور وہ بھی ایک ایسے شخص کے لئے جو ہماری سرزمین کے عظیم ترین سپوتوں میں سے ہے۔ اس بات سے بالکل تضاد رکھتا ہے کہ ہندوستان نے اپنے ہر قسم کے ٹیلنٹ جو اسے میسر آیا، کو اپنے مفاد میں استعمال کیا ہے چاہے وہ ٹیلنٹ اقلیتی جماعتوں ہی کی طرف سے کیوں نہ ملا ہو۔ نہایت مرکزی کام جو خاصے معروف، سائنسدان بھابھا صاحب نے ہندوستانی نیوکلیئر پروگرام کے سلسلے میں کیا ہے اسے مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور یہ بات تمام لوگوں کو معلوم ہے اس سے نسبتاً کم ہندوستانی میزائل پروگرام کو دیکھا جائے تو اس کے سربراہ ایک مسلم سائنس دان ہیں۔ ڈاکٹر عبدالکلام۔ جنہوں نے ابتدائی طور پر انتہائی اہم خدمات سرانجام دی ہیں تاکہ ہندوستانی میزائل کے پروگرام کو مقامی بنایا جا سکے۔ کسی شخص نے سلام کی وفاداری پر شک نہیں کیا نہ ان پر، ان کی ذات پر کوئی انگلی اٹھائی ہے۔

یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۳۲ میں

داؤد ناصر ولد ناصر احمد صاحب قوم ارائیں پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۶۷ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۱-۹۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ داؤد ناصر ۶۷ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ شیخ بشارت احمد وصیت نمبر ۲۷۵۵۲۔ گواہ شد نمبر۲۔ رانا مبارک صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

مسل نمبر ۲۸۹۳۳ میں

شاہدہ بھٹی اہلیہ قاضی محمد احمد بھٹی قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۴/۱ فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۲-۹۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۸۱ گرام مالیتی ۲۵ ہزار روپے۔ (۲) حق مہر بصورت زیورات وصول شدہ ۱۰۰۰۰/- روپے (۳) نقد بصورت بانڈ ۵۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ شاہدہ بھٹی اہلیہ قاضی محمد احمد بھٹی ۳۴/۱ فیکٹری ایریا ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ سید عبدالغنی شاہ وصیت نمبر ۵۸۴۴۔ گواہ شد نمبر۲۔ قاضی محمد احمد بھٹی وصیت نمبر ۱۹۴۷۹ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۹۳۴ میں

عبدالمجید خالد ولد رحیم بخش قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۴۷ء ساکن ۱۴/۲۶ دارالرحمت شرقی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۱۰-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) نقد تیس ہزار روپے۔ (۲) موٹر سائیکل مالیتی ۳۳۰۰۰/- روپے (۳) متفرق جائیداد مالیتی ۳۰۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۸۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالمجید خالد ۱۴/۲۶ دارالرحمت شرقی ب ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ نسیم احمد خالد بٹ پسر موصی۔ گواہ شد نمبر۲۔ ندیم احمد خالد بٹ پسر موصی۔

مسل نمبر ۲۸۹۳۵ میں

چوہدری مشتاق احمد ولد چوہدری محمد دین صاحب قوم رندھاوا پیشہ فارغ عمر ۶۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B-9 ساؤتھ سنٹرل ڈیفنس سوسائٹی کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۲-۹۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) بینک بیلنس ۶۰۰۰۰/- روپے (۲) نقد ۹۰۰۰۰/- روپے۔ کل جائیداد ۱،۵۰۰۰۰/- اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنے ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ چوہدری مشتاق احمد B-9 ساؤتھ سنٹرل ریونیو فیز II ڈیفنس سوسائٹی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد طارق سجاد پسر موصی۔

عطیۂ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۴ جولائی: رات اور آج صبح سے بادل چھائے ہوتے ہیں۔

○ آل پارٹیز کانفرنس کے ۱۶ رکنی وفد نے صدر مملکت غلام اسحٰق خان سے اڑھائی گھنٹے تک ملاقات کی۔ اس وفد کی قیادت نوابزادہ نصراللہ خان کر رہے تھے۔ وفد نے صدر سے مطالبہ کیا کہ ۴۲ گھنٹے کے اندر اندر قومی اسمبلی توڑ کر نئے انتخابات کرائے جائیں۔

○ نوابزادہ نصراللہ خان اور مولانا کوثر نیازی نے صدر سے ملاقات کے بعد بتایا ہے کہ صدر مملکت کا یہ نظریہ ہے کہ سیاسی صورت حال بہتر بنانے کا واحد ذریعہ عام انتخابات کا انعقاد ہے۔ دونوں صاحبان نے کہا کہ کور کمانڈروں کو آخر ہمارے اس مطالبے کا احساس ہو گیا ہے کہ بحران کا واحد حل انتخابات ہیں۔ وزیراعظم شرائط عائد کر کے انتخابات کرانے کے خواہاں ہیں۔

○ وزارت دفاع اور آرمی کی طرف سے دو علیحدہ علیحدہ بیانات میں کہا گیا ہے کہ فوجی قیادت نے وزیراعظم کو کوئی مشورہ نہیں دیا۔ واضح رہے کہ گذشتہ روز اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ فوج نے وزیراعظم کو انتخابات کرانے کا مشورہ دیا ہے۔

○ آرمی چیف جنرل عبدالوحید نے اخبارات میں ان خبروں کی اشاعت پر وزیراعظم سے احتجاج کیا کہ فوج کی طرف سے وزیراعظم کو پندرہ دن کے اندر اندر عام انتخابات کے لئے مہلت دی گئی ہے وزیراعظم نے کہا کہ یہ خبریں اخبار نویسوں کی ذہنی اختراع ہیں۔ ہم نے کسی اخبار نویس کو ایسی خبر نہیں دی بعدازاں جنرل عبدالوحید نے واپس جا کر کور کمانڈروں کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

○ بی بی سی نے فوج کی طرف سے تردید جاری کرنے کے بعد کہا ہے کہ فوج یا حکومت کی اس تردید میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ کور کمانڈروں کا اجلاس وقت سے دو دن پہلے یوم عاشورہ کو کیوں بلایا گیا اور فوج کے سربراہ اس اجلاس کے فوراً بعد رات گئے۔ وزیراعظم سے ملنے کیوں گئے؟

○ وزیراعظم میاں نواز شریف نے ایک خصوصی ایلچی کے ذریعے محترمہ بینظیر بھٹو کو یہ پیغام بھجوایا ہے کہ جمہوریت کے خلاف آئینی ترمیم کے خاتمہ میں میری مدد کریں۔ وفاقی حکومت نے سیاسی بحران کا ذمہ دار صدر اسحاق کو ٹھہراتے ہوئے ان کے خلاف مواخذے کی تحریک ازسرنو پیش کرنے کی تیاریاں بھی شروع کر دی ہیں۔

○ دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ سیاسی صورت حال سے سرحدوں پر فوج کی مستعدی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ملکی سلامتی کو کوئی خطرہ نہیں۔ فوج کے لئے کوئی بات قابل تشویش نہیں۔

○ جمعیت علمائے اسلام سمیع الحق گروپ کے مولانا سمیع الحق اور جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ وہ صدر اور وزیراعظم میں صلح کروا چکے ہیں گے۔

○ پیپلز پارٹی کے رہنما مسٹر اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ پنجاب حکومت نواز شریف، چوہدری عبدالغفور، چوہدری شجاعت حسین اور اظہر پر بغاوت کا مقدمہ درج کروا سکتی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وزیراعظم کو چاہیئے کہ وہ صدر اور اپوزیشن کے ساتھ مل کر بحران کا حل تلاش کریں۔ انہوں نے کہا کہ افواج اب تک غیر جانبدارانہ کردار ادا کر رہی ہیں وہ آخر کب تک خاموش بیٹھی رہیں گی۔ انہوں نے وزیراعظم کو مشورہ دیا کہ وہ ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعظم نے لاہور پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

○ پنجاب مسلم لیگ کے صدر مسٹر غلام حیدر وائیں نے کہا ہے کہ صدر غیر آئینی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں جبکہ عوام اور پارلیمنٹ ہمارے ساتھ ہیں۔ عدالت عظمٰی، عدالت عالیہ اور پارلیمنٹ نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا۔ پنجاب اسمبلی میں ہمیں واضح اکثریت کی حمایت حاصل ہے لیکن ان تمام راستوں کو بند کر کے صدر آئینی بحران پیدا کرنے کی شعوری حکمت عملی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

○ پارلیمنٹ کی قرارداد کے خلاف آل پارٹیز کانفرنس کا احتجاجی جلوس نکالا گیا اور ناصر باغ لاہور میں جلسہ منعقد ہوا۔

○ پنجاب اسمبلی دوبارہ توڑنے کے خلاف رٹ درخواست پر ایڈووکیٹ جنرل کو ۵ جولائی تک کے لئے نوٹس دے دیا گیا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے جن ۲۳ سابق ایم پی اے صاحبان کے سیکرٹری اسمبلی کے اغوا کے الزام میں گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں۔ ان کو عدالت عالیہ نے تین روز تک گرفتار نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید نے غیر ملکی دورہ منسوخ کر دیا ہے وہ ۴ جولائی کو دو ہفتے کے دورے پر روانہ ہونے والے تھے۔

○ ایک اخبار نے خبر دی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے آئندہ الیکشن کے لئے جو شرائط پیش کی ہیں وہ یہ ہیں کہ صدر اسحاق استعفیٰ دیں۔ چاروں صوبائی حکومتیں ختم کر کے ہائیکورٹوں کے ججوں کو صوبائی سربراہ بنا دیا جائے سینٹ کے چیئرمین قائمقام صدر ہوں تاہم ان شرائط کی منظوری کا امکان کم ہی بتایا جاتا ہے۔

○ کمبوڈیا کی عبوری حکومت کے اراکین نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھا لیا ہے کمبوڈیا کے نئے سربراہ پرنس سہانوگ ہیں۔

شاندار روزگار تیز رفتار ترقی

کیورٹیو سیلز ٹیم میں شمولیت کیلئے اچھی شخصیت کے مالک تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ پرکشش ماہانہ معاوضہ۔ تیز رفتار ترقی اور بہتر مستقبل کے خواہشمند نوجوان اپنے امیر صاحب یا صدر صاحب کی تصدیق سے درخواست لے کر خود تشریف لائیں۔

سیلز مینجر **کیورٹیو میڈیسن کمپنی** (رجسٹرڈ) ربوہ۔ پاکستان

ضرورت انجنیئر اور سٹاف

۱۔ کیمیکل / مکینیکل انجنیئر

۲۔ ویلڈرز
ویلڈنگ اور گیس ویلڈنگ ہر قسم تجربہ دس سال یا گورنمنٹ کے منظور شدہ ادارہ سے تین سالہ ڈپلومہ اور کسی ادارہ میں کام کا دو سالہ تجربہ۔

۳۔ مکینیکل سپروائزرز
گورنمنٹ کے منظور شدہ ادارہ سے ڈپلومہ اور کم سے کم تین سالہ تجربہ۔ کچھ منتخب افراد کو بیرون ملک ٹریننگ کیلئے بھیجا جا سکتا ہے، ایسے افراد کو ترجیح دی جائے گی جنہیں سابقہ PLANT ERECTION کا تجربہ ہو۔ درخواستیں مکمل کوائف کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجیں

پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۱ جہلم

پتہ